JQSS: (Journal Of Quranic and Social Studies)
ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632
Volume: 6, Issue: 1, Jan-April 2026. P: 01-13
Open Access: https://www.jqss.org/index.php/JQSS/article/view/202
DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.18393399

Copyright: © The Aothors *Licensing:* this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

اسلام اور غیر الہامی مذاہب میں خواتین کے حقوق کا تقابلی و تنقیدی جائزہ

A Comparative and Critical Analysis of Women's Rights in Islam and non-Theistic Religions

1. **Sibghat Ullah** sibghat12@gmail.com	PhD Research Scholar in Islamic Studies, Metropolitan, University, Karachi
2. **Dr. Mubashira** mubashirahmuzzafferlatif@gmail.com	Ph. D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University, Abdul Haq Campus, Karachi
3. **Abdullah Kareem** abkareem789@gmail.com	Department of Islamic Studies, Metropolitan, University, Karachi

How to Cite: Sibghat Ullah and Dr. Mubashira and Abdullah Kareem (2026) A Comparative and Critical Analysis of Women's Rights in Islam and non-Theistic Religions , *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*,6(1), 01-13.

Abstract and Indexing

Publisher
HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)
Balochistan Quetta

اسلام اور غیر الہامی مذاہب میں خواتین کے حقوق کا تقابلی و تنقیدی جائزہ

A Comparative and Critical Analysis of Women's Rights in Islam and non-Theistic Religions

Journal of Quranic and Social Studies
01-13
© The Author (s) 2026
Volume:6, Issue:1, 2026
DOI:10.5281/zenodo.18393399
www.jqss.org
ISSN: E/ 2790-5640
ISSN: P/ 2790-5632
OJS OPEN JOURNAL SYSTEMS PKP PUBLIC KNOWLEDGE PROJECT

Sibghat Ullah
PhD Research Scholar in Islamic Studies, Metropolitan University, Karachi

Dr. Mubashira
Ph. D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University, Abdul Haq Campus, Karachi

Abdullah Kareem
Department of Islamic Studies, Metropolitan, University, Karachi

Abstract

When the Almighty Allah created humans, He sent prophets from among humans for their religious and moral education so that they could educate humans in all aspects of religion and worldly life through the message brought by the Almighty, and humans could recognize their position that the Almighty gave them. With the passing of time, where humans believed in the Almighty in the confirmations of the prophets, humans openly acknowledged the great and superior God and disobeyed, as a result of which, on the one hand, those people came into existence who followed the law brought by the prophets from God, those people were called Semitic, that is, followers of Semitic or uninspired religions, and on the other hand, those people came to the fore who, while denying the law of the prophets, set up their own religious and worldly, social and cultural, economic and military laws in contrast to their teachings. The basis of which was extremely market-oriented reason. The enforcers of these self-imposed laws are called followers of non-Semitic (non-inspired) religions. These include Hinduism, Buddhism, Sikhism and Jainism in particular. These are religions in which each of them has talked about the rights of women, but women are not at all satisfied with their rights. In comparison, women in Islam are fortunate in every way. The article under review has analyzed and compared the nature of women's rights in these non-Semitic or non-inspired religions and whether women are comfortable with their rights or are skeptical. This analysis will show that the religion that firmly protects women's rights in every respect is the best.

Keywords: Women’s Rights. Islam, Non-Theistic Religions, Comparative Religious Studies.

Corresponding Author Email:

sibghat12@gmail.com
mubashirahmuzzafferlatif@gmail.com
abkareem789@gmail.com

تمہید:

جب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا تو ان کی دینی اور اخلاقی تعلیم کے لیے انسانوں میں سے انبیاء کرام علیہ السلام بھیجے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کے ذریعے انسانوں کو دین اور دنیاوی زندگی کے تمام پہلوؤں سے آگاہ کر سکیں اور انسان اپنے اس مقام کو پہچان سکیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں انسانوں نے انبیاءِ کرام کی تصدیقوں میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا وہیں انسانوں نے کھلے عام خدائے بزرگ و برتر کو تسلیم کیا اور نافرمانی کی جس کے نتیجے میں ایک طرف وہ لوگ وجود میں آئے جنہوں نے خدا کی طرف سے انبیاء کے لائے ہوئے قانون پر عمل کیا، وہ لوگ سامی کہلائے، یعنی وہ لوگ سامی کہلاتے ہیں اور دوسری طرف غیر مذہب کے ماننے والے، مذہب کے ماننے والے یا غیر مذہب کے ماننے لگے۔ جنہوں نے انبیاء کے قانون کا انکار کرتے ہوئے ان کی تعلیمات کے خلاف خود ساختہ مذہبی اور دنیاوی، سماجی اور ثقافتی، معاشی اور معاشرتی منافقانہ قوانین وضع کئے۔ جس کی بنیاد انتہائی مارکیٹ پر مبنی وجہ تھی۔ ان خود ساختہ قوانین کو نافذ کرنے والوں کو غیر سامی (غیر الہامی) مذاہب کے پیروکار کہا جاتا ہے۔ ان میں خاص طور پر ہندومت، بدھ مت، سکھ مت اور جین مت شامل ہیں۔ یہ وہ مذاہب ہیں جن میں سے ہر ایک نے عورتوں کے حقوق کی بات کی لیکن خواتین کو جائز حقوق نہ مل سکے۔ اس کے مقابلے میں اسلام میں عورتیں ہر لحاظ سے خوش قسمت ہیں، انہیں جائز حقوق سے نوازا گیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں ان غیر سامی یا غیر الہامی مذاہب میں خواتین کے حقوق کی نوعیت کا تجزیہ اور موازنہ کیا گیا ہے اور آیا خواتین اپنے حقوق سے مطمئن ہیں یا شاکی ہیں۔ اس تجزیے سے یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ وہ واحد مذہب جو خواتین کے حقوق کی ہر طرح سے ضمانت دیتا ہے وہ اسلام ہے۔

ذیل میں ہم ان غیر سامی مذاہب کا مختصر مگر جامع تعارف اور ان مذاہب میں عورت کے حقوق کا تجزیہ پیش کر رہے ہیں اور ان کے مقابلے میں دین اسلام کا تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے:

(1)۔ ہندو مذہب کا تعارف:

ہندومت دنیا کے قدیم مذاہب میں سب سے قدیم اور پیچیدہ ترین مذہب ہے۔ عیسائیت اور اسلام کے بعد ہندو مذہب دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔ ہندومت کے کچھ مذہبی نظریات اور شکلیں تیسری ہزار سال قبل مسیح کی ہیں۔ ہندومت میں تقریباً ہر مذہب کی کوئی نہ کوئی شکل یا انداز موجود ہے جو قابل فہم یا فعال رہا ہے۔ یہ اکثر تمام مذاہب میں سب سے زیادہ روادار ہے۔ اس کا دائرہ حیوانیت سے لے کر کچھ جدید ترین اور مفصل فلسفیانہ نظاموں تک پھیلا ہوا ہے، اور اس وسیع رینج کے اندر، ہندو مذہب ہزاروں دیوتاؤں، ان کے مندروں اور ان کے پجاریوں کو جگہ دیتا ہے۔ 1

ہندو مذہب میں عورت کا مقام و مرتبہ:

ہندو دھرم کے نظریے میں عورت کی شخصیت کا بحیثیت مجموعی کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اسے صرف مخصوص فرائض ادا کرنے والی ہستی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کی سب سے اہم ذمہ داری بیٹے کو جنم دینا ہے۔ عورت کے لیے مناسب کردار صرف بیوی اور ماں کی بحیثیت سے ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ ہندو کلچر یہ نہیں مانتا تھا کہ عورت مردوں کے برابر ہے۔ انہیں گناہ کی جڑ اور مصائب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔

ہندو مذہب کہتا ہے کہ شادی شدہ عورت کو اپنے شوہر کی خدمت کرنی چاہیے اور یہ سب سے بڑی عبادت ہے۔ منو کے مطابق، جب عورت مرد کا نصف ہو جاتی ہے، تو اس کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ اپنی یگیہ (ایک مذہبی تقریب) کرے اور مردوں سے مختلف برتاؤ کرے۔ ہندومت میں اولاد پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے جسے بہت بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اگر شوہر اپنے طور پر بچے پیدا نہیں کر سکتا تو وہ اپنی بیوی کو کسی اور سے شادی کرنے پر زور ڈال سکتا ہے تا کہ وہ بچے پیدا کر سکے۔

ویدک عہد: Vedic Period

ویدک دور میں، لوگوں کا عورتوں کے بارے میں ایک آزادانہ رویہ تھا، اور وہ مذہبی اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔ ابتدائی دور میں خواتین کو ایک اعلیٰ مقام حاصل تھا، جو رفتہ رفتہ اختتام کی طرف گرتا گیا۔

عہد وسطیٰ: Medival Period

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی خواتین کا سماج میں مقام بہت کم تھا۔ اس میں ستی کا رواج، بعض اوقات اعلیٰ طبقے میں رائج ہوتا ہے، بچپن کی شادی جیسی برائیاں اور بیوہ کی دوبارہ شادی کی ممانعت شامل تھی۔ برصغیر پاک و ہند پر مسلمانوں کی حکمرانی نے ہندوستان میں پردے کا رواج متعارف کرایا۔

ظہور اسلام سے پہلے دنیا کی شائستہ اور بدتمیز، مہذب اور غیر مہذب قوموں اور لوگوں میں زیادہ فرق نہیں تھا۔ دوسرے مذاہب کی طرح ہندومت میں بھی خواتین کو بدتمیزی سے نوازا گیا:

" عورت کو بچپن میں باپ کے زیر کفالت، جوانی میں شوہر کے ماتحت اور ماں بننے کے بعد اپنے بیٹوں کے ماتحت رہنا پڑتا ہے۔ ہندو سماج میں عورت اور مرد کی حیثیت برابر تھی۔ درختوں اور کمائی پر عورتوں کا کوئی حق نہیں تھا۔ لڑکی کو بد نصیبی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ ایسی صورت میں وہ نہ تو اپنے باپ کے مال کا وارث بن سکتی تھی اور نہ ہی اپنی جائیداد کی مالک تھی۔ لڑکی کی پیدائش بد نصیبی کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ بادشاہ اور امرا ایک سے زیادہ شادیاں کرتے تھے۔"2

"ہندومت میں، عورتیں دولت کی طرح جوئے میں جیتی اور ہاری جاتی تھیں، بالکل اسی طرح جیسے پانڈووں کے بڑے بھائی، دمستریہ، دروپدی کے مشترکہ وارثوں کے ساتھ جوئے میں ہارے تھے۔ ہندومت میں عورتوں کا فرض سمجھا جاتا ہے کہ وہ شادی کریں اور مردوں کی خواہشات کو پورا کریں۔"3

"یہ رائے پختہ ہے کہ مردوں کی خواہشات کو پیدا کرنا اور ان کی تکمیل کرنا عورتوں کی ذمہ داری ہے، اس لیے تمام عورتوں پر نکاح کرنا واجب ہے اور شادی کی عمر کو پہنچتے ہی احتیاط کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔ لڑکیوں کی شادی بہت کم عمر میں کر دی جاتی ہے۔"4

تمدن ہند کہ مصنف ڈاکٹر لی بان لکھتے ہیں کہ:

"بیواؤں کو ان کے شوہروں کے ساتھ جلانے کا خیال کوئی معمولی بات نہیں ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہندوستان میں بیوہ پن کو انتہائی بد قسمت اور برائی سمجھا جاتا ہے۔ جب عورت کا شوہر مر جاتا ہے تو اس کی موت اس کے لیے عذاب بن جاتی ہے"5

Hindu Manners, Customs and Ceremonies) میں مصنف ہندومت میں بیوہ کی حیثیت کے متعلق کچھ اس طرح لکھتے ہیں:

بیوہ کو مرتے دم تک سوگ میں رہنا پڑتا ہے۔ بیوہ کے ماتم کی علامات درج ذیل ہیں:

" اسے ہر ماہ اپنے بال کٹوانے پڑتے ہیں، سپاری کھانا منع ہے، اسے کسی قسم کے زیورات پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ اسے سفید کے علاوہ کسی رنگ کا لباس نہیں پہننا چاہیے اور نہ ہی وہ اپنے جسم کے کسی حصے پر صاع لگا سکتی ہے۔ شادیوں جیسی محفلیں، کیونکہ ہر کوئی بیوہ کی موجودگی کو بد نصیبی کی علامت سمجھتا ہے، ان حالات میں عورت دھرم کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنا پسند کرتی ہے، اور اس کی موت سے وہ عزت دار ستی بن جاتی ہے۔"6

ہندومت میں جن عورتوں کے بچے ہوتے ہیں ان کو دھرتی ماں اور دولت کی دیوی سے تشبیہ دے کر پوجا جاتا ہے، جب کہ عام طور پر عورتوں کی عفت و پاکیزگی کو سوالیہ اور مبہم سمجھا جاتا تھا۔ ہندومت میں ایک طرف خواتین کو دیوی کا درجہ دیا گیا تو دوسری طرف انہیں ہر قسم کے گناہوں کا منبع، عبادت و ریاضت کی راہ میں ایک مضبوط چٹان اور تمام برائیوں اور برائیوں کا منبع سمجھا گیا۔ مانو کا خیال ہے کہ عورت کا وجود ہر قسم کے فریب کا ذریعہ اور بری خواہشات کی آماجگاہ ہے۔ ہندو قانون کہتا ہے کہ قسمت، طوفان، موت، جہنم، زہریلے سانپ، ان میں سے کوئی بھی عورت جتنا برا نہیں ہے۔

دین رحمت کی مصنف چانکہ نیتی میں عورتوں کے متعلق یہ خیالات لکھتے ہیں:

"جھوٹ بولنا، بنا سوچے سمجھے کام کرنا، فریب، مکر، حماقت، طمع، ناپاکی، بے رحمی عورت کے جبلی عیوب میں شامل ہیں۔"

شہزادوں سے تہذیب اخلاق، عالموں سے شیریں کلامی، قمار بازوں سے دروغ گوئی اور عورت سے مکاری سیکھنی چاہیے۔

2-بدھ مت کا تعارف:

بدھ مت کا آغاز چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندو مذہبی نظام کی وضاحت کے طور پر ہوا۔ بلاشبہ اسے کئی صدیوں تک ہندوستان میں وسیع قبولیت حاصل رہی۔ تاہم، تیسری صدی قبل مسیح میں اس نے ہندومت کی کسی بھی شکل، یعنی مشنری سرگرمی کے لیے ایک غیر معمولی چیز تیار کی۔ ہندوستان کے حکمرانوں نے بدھ مت کے مشنریوں کو پڑوسی ایشیائی ممالک میں بھیجا۔ اسی وقت، بدھ مت میں نئے خیالات پیدا ہو رہے تھے، جو ایشیائی لوگوں کے لیے تیزی سے پر کشش ہوتے گئے۔ مشنری سرگرمی اور نئے خیالات کا امتزاج چین، جاپان، کوریا اور چینی ہندوستان میں اس کی تیز رفتار ترقی کا باعث بنا۔ جب بدھ مت اپنے غیر ملکی پروپیگنڈے میں کامیاب ہو رہا تھا، وہیں ہندوستان میں ہندوازم کی بحالی سے اسے ایک طرف دھکیل دیا جا رہا تھا۔ ہندوستان کے مسلمان فاتحوں نے وہاں بدھ مت کے آخری آثار کو تباہ کر دیا اور آج اس کے پیروکار دیگر ایشیائی اقوام میں پائے جاتے ہیں۔8

بدھ مت میں عورت کا مقام و مرتبہ:

بدھ مت ایک جدید مذہب ہے اور اگرچہ اس کی کچھ تعلیمات کہتی ہیں کہ عورتیں ناپاک ہیں اور اگر وہ ان کے ساتھ تعلقات میں رہیں تو ان کو بچایا نہیں جاسکتا، لیکن بدھا نے عورتوں سے رشتہ توڑ لیا اور بدھ مت بن گے۔ بدھ مت میں خواتین کو سماجی اور مذہبی آزادی حاصل تھی، جو کہ ہندو مت میں خواتین کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک سے مختلف تھی۔

ابتداء میں خواتین کو بدھ مت کی عبادت میں شامل نہیں کیا گیا تھا لیکن بعد میں ان کو بھی شامل کر لیا گیا۔ جب عورتوں کو عبادت میں شامل کیا گیا تو مہاراج نے کہا کہ پہلے یہ مذہب ایک ہزار سال تک رہنے والا تھا، اب یہ پانچ سو سال تک چلے گا۔ بدھ مت میں، مرد اور عورت کے تعلقات کو اعلیٰ اخلاقی معیارات کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ بدھ مت میں خواتین کے بارے میں خیالات کی ایک مثال بدھ مت کے ایک مفکر کی رائے تھی، جس نے انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں کچھ اس طرح ہے:

"پانی کے اندر مچھلیاں نا قابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت بھی ہے اس کے پاس چوروں کی طرح متعدد وحربے ہیں اور سچ کے پاس سے اس کا گزارا بھی نہیں۔"9

گوتم بدھ کی تعلیمات میں خواتین کے حقوق:

بحیثیت بیوی عورت کو معاشرے کے میں اٹھان گوتم بدھ نے دی، کیونکہ ہندو معاشرے میں عورت صرف اپنے شوہر کی نوکرانی اور خدمت گزار بن کر رہ رہی تھی، اس کے اپنے کوئی حقوق نہ تھے اور وہ ظلم وستم کا شکار بھی تھی۔ بدھ مت میں اسے قدرے احترام ملا، یہاں بھی ملی جلی آراء عورت کے بارے میں پڑھنے کو ملتی ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ خود گوتم بدھ نے عورت کی مذمت نہیں کی، لیکن ان کی یہ نصیحت بھی ہے کہ وہ اس کو خطرہ سمجھیں اور جہاں تک ممکن ہو اس سے دُوری اختیار کریں، اس کے باوجود یہ بات واضح ہے کہ مجموعی طور پر عورت کے لیے ہندو مت سے بدھ مت قدرے بہتر رہا۔

اسی بارے میں لیوس مور اپنی کتاب "مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا" میں لکھتے ہیں:

"بدھ مذہب میں جہاں میاں بیوی کے تعلق اور ان کے باہمی سلوک کے لیے بہت سے قواعد و قوانین کا ذکر کیا گیا ہے وہاں بیوی کے لیے خاوند کی اطاعت کرنے اور اس کی بات ماننے کے بارے میں کوئی خاص ذکر نہیں ہے۔ شوہر کے لیے یہ ضرور لازم کیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے اعتبار کو نقصان نہ پہنچائے۔ اس کی عزت کرے، اسے پہننے کے لئے کپڑے لا کر دے، اسے زیور سے آراستہ ہونے کے لیے خرید کر دے، اس کی ضروریات کی مکمل فکر کرے اور بیوی سکھایا ہے کہ وہ کفایت شعاری سے کام لے اور فضول خرچی سے اجتناب کرے کہ یہ اس کے لیے شدید نقصان دہ ہے۔ عورت سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے گھریلو کاموں میں سمجھ داری دکھائے۔ بدھ مت مذہب کی بہت بڑی حقیقت ہے جسے مانے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ اس مذہب میں غیر شادی شدہ زندگی کو ہی زندگی کی سب سے بڑی نیکی سمجھا گیا ہے اور اسے باعث فضیلت عمل تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک بار گوتم بدھ نے کہا کہ عقل مند انسان کو شادی شدہ زندگی سے ڈرنا چاہیے یہ سمجھو کہ ایک آگ سے جلتی ہوئی کوئلے کی کان ہے۔ یہ بھی کہا کہ وہ آدمی گھر میں رہتا ہے وہ بھلا خالص زندگی کیسے گزار سکتا ہے؟ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بدھ مت غیر شادی شدہ زندگی کو تو سب سے افضل سمجھتا ہی تھا، لیکن گریستوں کے لیے بھی ایسے قانون بنائے تھے کہ وہ ایک دوسرے کو اپنا دوست سمجھیں، ایک دوسرے کی عزت کریں اور ایک دوسرے کا یقین کریں۔10

بدھ مت میں عورت کے شوہر کی موت کے بعد دوبارہ شادی کرنے پر کوئی ممانعت نہیں تھی۔ گوتم بدھ نے اس سلسلے میں عورتوں پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ اگرچہ بنیادی ذرائع اس معاملے پر خاموش ہیں لیکن بدھ مت کے معاشرے میں خواتین کو یہ آزادی دی گئی تھی کہ وہ شادی کریں یا بغیر شادی کے زندگی گزاریں۔ گوتم بدھ کے زمانے میں، یک زوجیت کا رواج تھا، اور تعدد ازدواج کو پسند نہیں کیا گیا تھا، لیکن اس میں کوئی واضح ممانعت نہیں تھی کہ مرد دوسری عورت سے شادی نہیں کر سکتا تھا۔ درحقیقت اس حوالے سے بدھ مت کی تعلیمات نامکمل ہیں لیکن اس معاشرے میں ایسی مثالیں بھی موجود تھیں جہاں کچھ لوگوں نے ایک سے زائد خواتین سے شادی کی۔

جیسا کہ I, B , HORNER لکھتی ہیں:

"پاسنادی کی پانچ بیویاں تھیں ایک ملکہ وسب سے بڑی شہزادی تھیں دوسری وسابھا، تیسری ابیری، چوتھی ورتھیسوما اور پانچویں سکوتا 11"۔

بدھ مت کی زندگی میں 73 عورتوں اور 160 مردوں نے نروان حاصل کر کے انسانی زندگی کی بہترین حد تک پہنچنے کی کوشش کی تھی جب بدھ مت کی تبلیغ ہو رہی تھی تب عورتوں نے ہی سب سے زیادہ مالی مدد کی تھی اور عورت کے متعلق جس نے مہاتما بدھ کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا تھا۔ بدھ نے کہا کہ ایک اعلیٰ مذہبی عورت جو بھوکوں کو کھانا دیتی ہے وہ اسے کھانے کے ساتھ درجِ ذیل چار چیزیں دیتی ہے:

(1) ۔زندگی کی توانائی دیتی ہے، (2)۔ حسن عطا کرتی ہے، (3)-خوشی اور (4)۔ قوت دیتی ہے۔12

مہاتما بدھ نے ایک پیشین گوئی یہ بھی کی تھی کہ:

"عورتوں کو جماعت میں شامل کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پانچ سال کے اندر ہی لوگ مذہبی ضوابط کو بھول جائیں گے۔"

3۔ جین مت میں عورت کا مقام و مرتبہ:

جین مت کے مطابق عورتیں نیکی سے خالی ہیں اور تمام برائیوں اور نفی کی جڑ ہیں۔ اس لیے یہ مذہب مردوں کو عورتوں کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات نہ رکھنے، عورتوں کی طرف نہ دیکھنے اور ان سے منفی انداز میں بات کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

اگرچہ جین مت میں، ہندو مت کے برعکس، خواتین کو مذہبی حقوق حاصل ہیں، لیکن یہ خواتین اور مردوں کو راہبانہ زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جین مت میں تعدد ازدواج ممنوع ہے اور بیواؤں کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔13

ابتا بھو کرم دویدی لکھتے ہیں:

> "جین مت ایک ایسا مذہب ہے جو تمام جانداروں خصوصاً انسانوں کی یکساں تعلیم کو تسلیم کرتا ہے، اس طرح خواتین بھی حقیقی علم اور آزادی کی تلاش میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ جینیوں کی روزمرہ کی زندگی عام مردوں، عام خواتین، راہباؤں اور راہبوں کی چار ذاتوں پر مبنی ہے۔ بہت سی مذہبی اور ثقافتی شخصیات دیوی ہیں اور کئی ممتاز خواتین نے جین ادب اور کہانیوں میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ سولہ، ستیہ اور نیک خواتین مثالی مذہبی خصوصیات کی مثال دیتی ہیں اور جین خواتین کی طرف سے ان کی تقلید کی جاتی ہے۔ کھانے، روزہ رکھنے، بھجن گانے، عبادت کرنے اور مذہبی تہواروں میں حصہ لینے سے متعلق جین مذہبی سرگرمیاں کمیونٹی کی خواتین کے گرد گھومتی ہیں۔ جین فلسفہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر فرد اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور اسے اس کے نتائج بھگتنا ہوں گے۔ خواتین اپنی روحانی ترقی کو بڑھانے کے لیے جین صحیفے پڑھ سکتی ہیں، لیکن چونکہ وہ اپنے مرد ہم منصبوں کے مقابلے میں عام طور پر کم تعلیم یافتہ ہوتی ہیں، اس لیے وہ اس موقع سے فائدہ اٹھانے سے قاصر ہیں، حالانکہ یہ جدید دور میں بدل رہا ہے۔ جین مت کے دو فرقے، دگمبراس اور سویتامبراس، جین مت میں خواتین کے کردار کے بارے میں مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ دگمبروں میں، آزادی کے راستے کے لیے ایک ضروری عنصر لباس یا عریانیت کی کمی ہے۔ چونکہ یہ خواتین پر لاگو نہیں کیا جا سکتا، دھاروں کے مطابق، وہ صرف اسی صورت میں آزادی حاصل کر سکتی ہیں جب وہ مردوں کے طور پر دوبارہ جنم لیں۔"14

جین مت میں عورت:

جین مت کا ماننا ہے کہ خواتین نیکی سے خالی ہیں اور تمام برائیوں اور خرابیوں کی جڑ ہیں، اس لیے یہ مردوں کو ان کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعلقات رکھنے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ جین مت میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں، لیکن انہیں راہبانہ زندگی گزارنے کی اجازت ہے۔

جین مت میں خواتین کو تعلیم کا حصول:

جین مت اپنی تعلیمات اور عقائد کے ساتھ خواتین کی تعلیم کو بھی اہمیت دیتا ہے اور انہیں اپنی مذہبی روایات کا حصہ مانتا ہے۔ جین مت کے پیروکاروں کے لیے، خواتین بھی نجات کے راستے پر اپنی تعلیم اور عبادت جاری رکھنے کا ایک اہم حصہ ہیں۔ جین مت کے تعلیمی اصولوں میں عدم تشدد اور عدم لگاؤ کی اہمیت شامل ہے اور یہ اصول خواتین کے لیے بھی قائم ہیں۔ جین مت کے مطابق خواتین کو ان اصولوں کو اپنی زندگی کے ہر پہلو میں لاگو کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

4۔ سکھ مت میں عورت کے حقوق:

سکھ مت برصغیر کا ایک بڑا مذہب ہے، یہ دراصل پنجاب (ہندوستان) کا مذہب ہے، اس کی تاریخ تقریباً 911 سال پرانی ہے۔ اس کا آغاز شہنشاہ اکبر کے دور میں ہوا، سکھ مذہب کا بانی عفان گروفان پہلے ہندو تھا، جس سے وہ نفرت کرتا تھا، اور اس مذہب کو ترک کرنے کے بعد وہ ہندومت سے خوفزدہ تھا، لیکن اسلام قبول نہیں کیا، وہ اسلام کی رسومات کی تعریف کرتا تھا، لیکن اس نے کلمہ حق نہیں پڑھا۔

دنیا کے بڑے مذاہب میں مصنف لکھتے ہیں:

"سکھ روایت کے مطابق ندی میں غائب ہونے کے دوران گرونانک صاحب خدا کے حضور میں تھے جہاں انہیں براہِ راست خدا کی جانب سے عشق خدا کا جام عطا ہوا اور ذکر مالک کی اشاعت کی ذمہ داری ان کو سونپی گئی۔15

سکھ مت کے بانی، گرونانک نے اپنی زندگی پوری طرح گزاری، جس میں شادی اور اس کے بعد کی زندگی بھی شامل ہے۔ سکھ کا مطلب ہے وہ جو تعلیم یافتہ ہے، جو سیکھتا ہے، سکھ کو سکھ کہا جاتا ہے کیونکہ اس مذہب میں کامیابی گرو کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں۔ گرو کے ساتھ رہنا اور اپنے مذہب کی مضبوطی سے پیروی کرنا بہت ضروری ہے، اور شاید یہی وجہ ہے کہ سکھ مذہب کی پیروی کرنے والا شخص اپنے مذہب کے لیے شدید عقیدت اور پیروی رکھتا ہے۔

سکھوں کے متعلق یوسف خان لکھتے ہیں:

"سکھ اس زعم میں مبتلا ہے کہ اسلام اور ہندومت دونوں افراط و تفریط کا شکار ہیں"16

سکھ مت میں عورت کا مقام و مرتبہ:

جب سکھ مت کی ابتداء ہوئی تو گرونانک کا خواتین کے لیے مساوی حیثیت کی وکالت کرنے کا فیصلہ ایک انقلابی فیصلہ تھا۔ گرونانک کے زمانہ میں خواتین کو معاشی آزادی، تعلیمی آزادی نہیں دی گئی اور نہ ہی انہیں سیاسی میدان میں دیکھا گیا۔ سکھ مذہب میں، بیویوں سے اپنے شوہروں کی خدمت کرنے اور خاموشی سے گھر چلانے کی توقع کی جاتی تھی۔

بانی سکھ مذہب گرونانک فرماتے ہیں:

"مرد عورت میں حاملہ ہوتا ہے، وہ عورت سے پیدا ہوتا ہے، وہ عورت سے منگنی کرتا ہے اور اس سے شادی کرتا ہے، وہ عورت سے دوستی کرتا ہے، ہم اس کی مذمت کیوں کرتے ہیں جس سے بادشاہ بھی پیدا ہوتے ہیں؟ عورت عورت سے پیدا ہوتی ہے، عورت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔"17

سکھ مت میں برابری کی بنیاد پر حقوق:

سکھ مذہب شوہر اور بیوی کو مختلف جنس مانتا ہے۔ تاہم، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک جنس دوسری سے برتر ہے۔ میاں بیوی خدا کی نظر میں برابر ہیں، اس لیے انہیں برابر کے مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔ سکھ مذہب میں کوئی عہدہ صرف مردوں کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ میاں بیوی ایک ساتھ عبادت میں شریک ہو سکتے ہیں۔ سکھ مت کی مذہبی تعلیمات کے مطابق، گرونانک نے اصرار کیا کہ خواتین بھی مردوں کے برابر سلوک کی مستحق ہیں۔ بابا گرونانک نے اپنی تعلیمات میں واضح کیا ہے کہ مرد اور عورت کے حقوق برابر ہیں۔ اس نے اور بعد کے تمام گرووں نے تمام معاملات میں مردوں اور عورتوں کو یکساں طور پر مخاطب کیا ہے۔ انہوں نے عبادات اور دیگر کاموں دونوں میں حوصلہ افزائی کی ہے۔ کامیابی حاصل کرنا دونوں کے لیے اہم ہے، اس لیے سکھ مذہب میں دونوں اپنے فرائض کو پوری طرح نبھانے کے پابند ہیں۔

موروثی حقوق:

سکھ مت میں، بیوی کے موروثی حقوق کا کبھی کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ بیویوں کو ان کے واجبات ادا کیے جاتے ہیں اور باقاعدہ تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ سکھ مت میں کسی موروثی دعوے کے حوالے سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ خواتین کے املاک کے حقوق: ایک سکھ نقطہ نظر پروفیسر دلیپ سنگھ لکھتے ہیں:

"چونکہ تمام بچے مرد اور عورت دونوں ہر لحاظ سے یکساں ہیں، اس لئے والد کی جائیداد اس کے بچوں میں برابر برابر تقسیم ہوتی ہے۔ شادی شدہ اور کنواری عورتیں مرد کی اولاد کے ساتھ برابر کی حصہ دار ہیں۔"18

بیوی پر گھریلو ذمہ داریاں:

سکھ مذہب کی خوبصورتی یہ ہے کہ اسے اعلیٰ درجے کی اطاعت کی تلقین اور تلقین کی گئی ہے۔ یہی خاندان ہے جسے اپنا سمجھنااور قبول کرنا ہے۔ عزت کی یہ چادر اوڑھ کر اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ صرف خدمت ہی نہیں بلکہ پوری لگن اور لگن کے ساتھ اپنے شوہر، اس کے گھر اور خاندان کی خدمت کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی بات نہیں مانتی اور اس کی نافرمانی کا سہارا لیتی ہے اور اطاعت کرنے کے بجائے اس سے اطاعت کا مطالبہ کرتی ہے اسے بے وقوف اور دھوکہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ گرنتھ صاحب میں مذکور ہے:

"ویس کرے کروپ گلھنی کھوٹے کوڑیار   پر کے بھانے نا چلے حکم کرے وار19

جو عورت شوہر کی بات نہیں مانتی بلکہ وہ اپنے شوہر کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اس کی بات مانے تو سمجھو اس کے دل میں کھوٹ ہے وہ جھوٹی اور نالائق ہے۔ جبکہ ان صفات سے عاری عورت کے بارے میں بابا گرونانک لکھتے ہیں:

کچیل گروپ کنار گلھنی پر کا سچ نا جانیا

ہر رس رنگ رسن نہیں ترپتی درمت دو کھ سمانیا20

عورت اپنے شوہر یا خاوند کے مزاج کو نہ سمجھے تو وہ اپنی پوری زندگی آرام تسکین سے نہ گزار پائے گی، کیوں کہ یہ وہ بہت بڑا عیب ہے جو اس عورت کی ظاہری حسن وخوبصورتی کو بھی ماند کر ڈالتا ہے۔21

سکھ مذہب میں طلاق کا نظریہ:

سکھ مذہب میں طلاق کو انتہائی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن سکھ مذہب میں اسے اس لیے ممکن بنایا گیا ہے کہ اگر کسی بھی شخص کی زندگی اس رشتے سے ہم آہنگ نہ ہو تو اس کی زندگی جہنم نہ رہے بلکہ وہ اس جہنم سے نکل کر اپنی زندگی قواعد کے مطابق گزار سکے۔۔ جیسا کہ Wo.oven Cole اپنی کتاب The sikh میں طلاق کے بارے میں لکھتے ہیں:

"Divorce is discourged but possible"22

"طلاق کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے لیکن یہ ممکن ہے"

سکھ مذہب میں خاوند کی موت کے بعد دوبارہ شادی یا طلاق کو غلط نہیں سمجھا گیا ہے اور دوبارہ شادی کی حوصلہ افزائی اور اس کو قبول کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کتاب "The sikh" میں اس طرح درج ہے:

""بیواؤں کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت ہے، لیکن وہ بیوہ ہوتی ہیں تا آنکہ جب وہ غیر شادی شدہ رہیں۔ ان کا احترام کیا جانا چاہیے اور انھیں خاندان اور گھر کی زندگی میں مکمل جگہ دی جانی چاہیے۔ وہ خاندان کے سربراہ کا عہدہ بھی سنبھال سکتی ہیں۔" 23

5۔ دینِ اسلام میں خواتین کے حقوق:

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو مکمل طرز زندگی فراہم کرتا ہے۔ یہ اپنے پیروکاروں کے حقوق اور فرائض کو واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ قرآن مردوں کو اسی طرح مخاطب کرتا ہے جس طرح عورتوں سے مخاطب ہوتا ہے اور ان سے مطالبات کرتا ہے۔ اسلام کے مطابق مذہب کے لحاظ سے مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مرد اور عورت انسانی حیثیت میں برابر ہیں۔ اگرچہ وہ جسمانی طور پر اور دائرہ کار کے لحاظ سے مختلف ہیں لیکن دونوں انسانوں کے طور پر یکساں ہیں۔

اسلام نے جہاں خواتین کو ان کے حقوق سے آگاہ کیا وہیں انہیں ان کی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کیا۔ یہاں ہم خواتین کے حقوق اور ان کے فرائض پر الگ سے روشنی ڈالیں گے۔

اسلام نے واضح کیا ہے کہ عورت کے ساتھ صرف اس لیے ناانصافی نہیں کی جانی چاہیے کہ وہ عورت ہے۔ نہ اس کے حقوق کو پامال کیا جائے اور نہ ہی اس کی شخصیت کو دبایا جائے۔ اللہ کے رسول نے اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کی کہ مرد اور عورت دونوں ان حقوق سے آگاہ ہوں جو اسلام نے انسانوں کو دیے ہیں۔ دونوں کو اپنے حقوق سے لطف اندوز ہونا چاہئے اور اپنے اپنے دائرہ اختیار میں اپنے متعلقہ فرائض کو مناسب طریقے سے پورا کرنا چاہئے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"خواتین نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی بارگاہ میں ہمیشہ مرد حضرات کا ہجوم رہتا ہے اس لیے ہم آپ سے مستفید ہونے کے قابل نہیں ہیں تو آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کیا اور ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کو نصائح فرمائیں اور نیک کام کرنے کا حکم دیا۔ پھر مسجد میں خواتین کے لیے علیحدہ سے وقت مقرر فرمایا، جس میں عورتیں اکٹھی ہو کر مختلف مسائل پر بحث کرتیں۔"24

حضور اکرم ﷺ نے خواتین کو مسجد میں آنے اور نماز ادا کرنے کی اجازت دی اور فرمایا:

"مسلمان عورتوں کو مساجد میں آنے سے نہ روکو۔"25

دینِ اسلام نے مردوں اور عورتوں کو نیک کاموں میں ایک دوسرے کا محافظ اور مددگار بنایا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ" 26

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار و حامی ہیں، نیکی کا حکم دیتے اور برے کاموں سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، ان پر اللہ پاک رحم فرمائے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔"

موجودہ دور میں ہر طرح سے دینِ اسلام کو بدنام کرنے کی سازشیں جاری ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کو ان کے جائز حقوق سے آگاہی دی جائے تاکہ وہ ان کو جان سکیں۔ فی زمانہ خواتین کو دین اور شریعت کے بارے میں علم بہت کم ہے جس کی وجہ سے پیچیدہ خاندانی مسائل نے پیدا ہو رہے ہیں، جس کی وجہ سے خواتین کا استحصال کیا جارہا ہے۔ دین اسلام نے عورتوں کو مختلف معاملات میں جو حقوق عطا کیے ہیں، ان حقوق کی ایک طویل فہرست ہے، لیکن ذیل میں ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

جائیداد کا حق:

دینِ اسلام کے مطابق لڑکیوں یا خواتین کو وراثت میں لڑکوں یا مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں۔ قرآن پاک میں بالکل واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ ماں باپ کی وراثت میں خواتین کا بھی حصہ ہے۔ اس طرح عورتوں، بیٹیوں، بیویوں اور ماؤں کو مختلف حیثیتوں میں وراثت میں حصہ دار بنایا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسلام میں خواتین کو جائیداد کی خرید و فروخت میں کامل اختیار دیا گیا ہے اور انہیں اپنی مرضی و منشاء سے مال کمانے اور خرچ کرنے کا بھی مکمل اختیار ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا"27

"ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکے میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکوں (مردوں) کا حصہ ہے اور ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکے میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکیوں (خواتین) کا بھی حصہ ہے اور یہ حصے خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہیں"

شادی میں وصیت کا حق:

اسلام شادی کے معاملہ میں مرضی، پسند، محبت اور افہام و تفہیم کو بہت اہمیت دیتا ہے اور حقیقی معنوں میں میاں بیوی کو جیون ساتھی اور ایک دوسرے کا حقیقی ہم سفر قرار دیتا ہے۔

قرآن حکیم میں عورتوں کو مردوں کا میدان کہا گیا ہے، مگر کچھ لوگ اس پر سخت ردعمل دیتے ہیں، لیکن اس کی حقیقت پر غور نہیں کرتے۔ وہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام عورت کو صرف بچے پیدا کرنے کی مشین سمجھتا ہے، جب کہ عورت کو مرد کے کھیت کہنے کی حقیقت یہ ہے کہ کسان کو کھیت سے گہری محبت ہے، وہ اس کی حفاظت پر مامور ہوتا ہے، اور اس کو ہر آفت سے بچاتا ہے۔ اس کا دل ہر وقت کھیتی باڑی اور متعلقہ کاروبار میں لگا رہتا ہے اور وہ صرف اپنی کھیتی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اس کا دوسروں کی کھیتی سے کوئی تعلق یا معنی نہیں ہے۔ اسلام کسان اور کسان کے درمیان وہی رشتہ اور وہی پیار و محبت چاہتا ہے جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہے۔ اسے اپنی بیوی اور شریک حیات کے علاوہ کسی عورت کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہیے۔ اسلام بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن

سلوک کرنا چاہیے اور دونوں کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے اور وفاداری کا فرض ادا کرنا چاہیے۔ ذرا سوچئے میاں بیوی میں اتنی محبت ہو تو کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ گھر جنت ہے۔

طلاق:

محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے:

"سارے مباح کاموں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل طلاق ہے" 28

اسلام میں طلاق کو اس بناء پر غیر پسندیدہ قرار دیا گیا ہے کہ اسلام کا مقصد رشتوں کو مضبوط کرنا ان میں پیار اور مٹھاس پیدا کرنا ہے۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو اور میاں بیوی ایک ساتھ رہنے میں کوئی تکلیف محسوس کرنے لگیں تو طلاق ہی بہترین سلیکشن بن جاتی ہے اور اسلام اس کے لیے بہترین طریقہ بتاتا ہے جس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۃ الطلاق میں موجود ہے۔ اسلام نے جس طرح مردوں کو طلاق کا حق دیا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی طلاق کا حق دیا ہے۔ اگر میاں بیوی کو خدشہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حقوق و فرائض ادا نہیں ہوں گے تو عورت کے لیے باہمی رضامندی سے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرنا ممکن ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ " 29

"اگر تمہیں ڈر ہو کہ وہ اللہ کی حدود میں نہیں رہ سکو گے تو عورت اپنے شوہر کو طلاق دینے کے لیے کچھ دے دے، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، اس لیے ان سے تجاوز نہ کرو، اور اپنی حدود میں رہو، جو اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے گا، وہی ظالم ہیں۔"

اگر عورت چاہے تو اپنے عقد نکاح میں کچھ شرائط شامل کرواسکتی ہے، جن کو پورا نہ کرنے کی صورت میں وہ طلاق کا حق استعمال کر سکتی ہے۔ اس طرح یہ بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے کہ قرآن پاک نے قدم قدم پر خواتین کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔

اسلام میں بیوہ عورت کو نکاح کا حق:

اسلام سے قبل بیواؤں کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ قدیم ہندوستان میں بیواؤں کو بدقسمت کہا جاتا تھا۔ آج جدید معاشرہ میں بھی بیواؤں کی حالت زار کا سب کو علم ہے۔ دینِ اسلام نے خواتین کو اس حالت سے نکال کر ان پر بڑا احسان کیا ہے۔ اسلام میں نہ صرف بیواؤں سے شادی کرنا جائز ہے، بلکہ ان کو شادی کرنے کی حوصلہ افزائی کرنے اور دوسری جگہ شادی کرنے میں مدد کرنے کا بھی حکم ہے۔

اسلام پوری عالم انسانیت خاص طور پر کمزور طبقات کے لیے انصاف و امن کا پیغام لے کر آیا ہے۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جس نے انسانی زندگی کے لیے واضح احکامات دیے ہیں۔ اس نے خاص طور پر خواتین کی زندگی کے لیے ایسے احکامات دیے ہیں کہ ان کے ساتھ ناانصافی نہ کی جائے اور معاشرہ میں ان کا مقام بلند کیا جائے۔ وہ اس میں آرام و سکون کی زندگی گزار سکتے ہیں۔

اسلام عورت کے فرائض:

قرآن حکیم میں ارشاد پاک ہے:

"وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ" 30

"اللہ پاک نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں اور ان سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمہیں کھانے پینے کے لیے پاکیزہ چیزیں فراہم کیں۔"

نہ صرف انسانی تخلیق بلکہ ہر قسم کی نیکی اور بدی عورت کے بطن سے جنم لیتی ہے۔ تمام اخلاقی اقدار، تعلیمات، کردار اور اسلاف کی روایات یہیں سے پھوٹتی ہیں۔ عورت ایک زندہ ہستی ہے اور اس کے وجود سے نیکی اور پاکیزگی کی وہ تمام کلیاں ابھرتی ہیں جنہیں وہ شعوری طور پر نئی نسل میں منتقل کرتی ہے۔ اگر کوئی نیک اور پرہیزگار عورت اپنے بچوں کو اخلاق کے بہترین اصول سکھائے تو گویا وہ پورے معاشرے کی اصلاح کا کام کر رہی ہے۔

ہر انسان کی زندگی کے اولین 25 یا 30 سال انتہائی قیمتی ہوتے ہیں، کیوں کہ اس عرصہ میں انسانی اخلاق و کردار کا سانچہ فروغ پاتا ہے۔ زیادہ تر وہ یہ ایام اپنی ماں کی شفقت کے سائے میں گزارتا ہے۔ ماں اپنی مرضی کے مطابق اس پودے کو اپنے خون سے سیراب کرتی ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ اگر تعلیم میں کوئی خامی ہے یا خواتین ان پڑھ ہیں تو کسی بھی انسان کے گمراہ اور بھٹکنے کے امکانات کتنے سنگین ہوسکتے ہیں۔

اصل میں نیکی اور بدی کی راہیں انک دوسرے کے متوازی چلتی ہیں۔ خاتون کا بنیادی فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں تربیت اس خوبصورتی اور خوبی سے کرے کہ وہ زندگی کے ہر موڑ پر اچھے اور برے، کھرے اور کھوٹے کی تمیز کر سکیں۔

ہم سب یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ امن و سکون کی تمام لہریں گھر سے پیدا ہوتی ہیں۔ آج کے جدید دور کی عورت کو اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ معاشرہ کس غلط راستہ کی جانب گامزن ہے اور اسے اخلاقی اور اسلامی اصولوں کے تحت کس طرح سدھارا یا سنبھالا جاسکتا ہے۔ اپنی نسلوں (اولادوں) کی تربیت کیسے کریں تا کہ وہ اپنے اسلاف کی روایات کو پامال کیے بغیر آگے بڑھ سکیں۔ جس طرح ایک ماں اپنے بچے کی بھوک اور پیاس کا خیال رکھتی ہے، اس کی صحت کا بھی خیال رکھتی ہے اور اس کے جسم کے اندر پیدا ہونے والی بیماری کو اس کی ظاہری شکل سے پہچانتی ہے اور اس کے علاج کے لیے بے چین اور پریشان ہو جاتی ہے، اسی طرح اپنے اندر کی ان بیماریوں کو بھی پہچاننا چاہیے اور ان کا علاج تلاش کرنا چاہیے، جن کے معاشرہ پر مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ معاشرہ میں تمام برائیاں صرف اس لیے پائی جاتی ہیں کہ لوگ قرآن کی تعیمات سے دُور ہیں اور قرآن پاک کو سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ خواتین اس معاملے میں مردوں سے بہت پیچھے ہیں۔ جب ایک عورت کو یہ معلوم نہیں کہ قرآن پاک نے اسے کیا ذمہ داری سونپی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآنی راستے پر تعلیم دے سکے گی۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مذہبی جذبہ مردوں کے مقابلے خواتین میں زیادہ ہے، لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ خواتین قرآن کو سمجھنے میں ابھی بہت پیچھے ہیں، اس کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں۔

آج کل خواتین ہر میدان میں آگے کی جانب بڑھ رہی ہیں اور مغربیت کے جال میں پھنسا کر ان کا استحصال کیا جارہا ہے۔ ان خواتین کو بھی قرآن فہمی کے میدان میں آگے بڑھنا ہوگا تا کہ وہ اپنے اصل حقوق کو پہچان سکیں، اپنے آپ کو ظالم مردوں کے استحصال سے بچا سکیں اور آنے والی نسل کو اخلاقی اصول سکھا کر ایک صالح معاشرہ کی تعمیر میں اپنا کردار بخوبی ادا کر سکیں۔

خلاصہ بحث:

دنیا کے قدیم غیر الہامی مذاہب میں سے قدیم ترین اور سب سے پیچیدہ مذہب ہندو مت ہے۔ ہندو دھرم میں عورتوں کو سرکشی کی صفات کا مجموعہ، متلون مزاج، مردوں کو بہکانے والی، جھوٹی، مکار، احمق اور ظالم قرار دیا گیا ہے۔ اس کی سب سے اہم ذمہ داری بیٹے کو جنم دینا ہے عورت کے لیے مناسب کردار صرف بیوی اور ماں کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ ہندو کلچر یہ نہیں مانتا تھا کہ عورت مردوں کے برابر ہے۔ انہیں گناہ کی جڑ اور مصائب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ بدھ مت کا آغاز چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندو مذہبی نظام کی ایک وضاحت کے طور پر ہوا۔ تاہم تیسری صدی قبل مسیح میں اس نے ہندو مت کی کسی بھی صورت کے لیے کچھ غیر معمولی چیز کو ترقی دی، یعنی تبلیغی سرگرمی۔

بدھ مت ایک جدید مذہب ہے اور اگرچہ اس کی کچھ تعلیمات کہتی ہیں کہ عورتیں ناپاک ہیں۔ بدھ مت میں پہلے پہل عورتوں کو عبادت میں شامل نہیں کیا جاتا تھا، عورتوں کو نجس سمجھا جاتا ہے اس کا ثبوت گوتم بدھ کی تعلیمات سے ملتا ہے۔ گوتم بدھ اپنے پیروں کاروں سے کہتا تھا اگر تم نجات پانا چاہتے ہو تو تم اپنی عورتوں سے قطع تعلق ہو جاؤ اور گوتم بدھ نے سب سے پہلے اپنے بیوی بچوں سے تعلق توڑ لیا اور بدھ مت ہو گئے۔ جین مت ایک ایسا مذہب ہے و تمام جانداروں کے مساوی تعلیم کو تسلیم کرتا ہے، اس طرح خواتین بھی حقیقی علم اور آزادی کی تلاش میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ جین مت کا ماننا ہے کہ عورتیں خیر سے عاری اور تمام برائیوں اور منکرات کی حاصل جڑ ہے اس لیے یہ مردوں کو ان کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعلقات رکھنے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ جین مت میں، عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں، لیکن ان کو خانقاہی زندگی گزرانی چاہیے۔ سکھ مت برصغیر کا ایک بہت بڑا مذہب ہے، یہ دراصل پنجاب کا مذہب ہے، اس کی تاریخ تقریباً 911 بنا پر لسانہ۔ سکھ مذہب خاوند اور بیوی کو جنس کے اعتبار سے مختلف مانتا ہے۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک جنس کو دوسرے پر فوقیت حاصل ہے۔ خاوند اور بیوی خدا کی نظر میں برابر ہیں اس لیے انہیں برابر مواقع دیے گئے ہیں۔ گرونانک کا خواتین کے مساوی مقام کی وکالت کرنے کا فیصلہ انقلابی تھا۔ گرونانک کے دور میں خواتین کو معاشی آزادی، تعلیم یا آزادی نہیں دی گئی تھی اور نہ ہی انہیں سیاسی میدان میں دیکھا گیا تھا سکھ مت میں بیویوں سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ مردوں کی صرف خدمت کریں گی اور بس خاموشی سے گھر چلائیں گی۔ لیکن ان تمام مذاہب کے برعکس دین اسلام خواتین کو مساوی حقوق فراہم کرتا ہے۔ قرآن و احادیث نبویہ سے یہ بات ثابت شدہ ہے۔

حوالہ جات

1۔ لیوس مور، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، نگارشات پبلیشرز، 2003ء

2۔ ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام (لاہور: اتفضیل، ناشران و تاجران کتب) ص۔ 468

3۔ رماشنکر ترپاٹھی قدیم ہندوستان (مترجم سید علی حسن نقوی، ایئو الیرقی اردو یواس 39499

4۔ مہابھارت، ص۔ 78

5۔ Abbe. J.A Duboius trans Henry K. beachamp, C.I.E ,Hindu manners, customs and ceremonies p-207

6۔ Abbe. J.A Duboius trans Henry K. beachamp, C.I.E ,Hindu manners, customs and ceremonies p- 2

7۔ شاہ معین الدین احمد ندوی، دین رحمت، ص۔ 7

8۔ الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاہب والاحزاب المعاصرۃ، جلد 2، ص۔ 758

9۔ اسلام ادر عورت، ص-16

10۔

11۔ I.B.Horner,Women under Primitive Buddhism(Delhi,Motilal

12۔ ایضاً

13۔ Dona Y.Paul,Frances Wilson(19875).Women In Buddism:Images of the Feminine in theMahayana Tradition.University of California Press ,P 125

14۔ https://www.researchgate.net/publication/372128469_،Women in

15۔ عماد الحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب جہلم، بک کارنر شوروم، 2013، ص۔ 282

16۔ یوسف خان، تقابل ادیان (لاہور، بیت العلوم، ص۔ 170

17۔ گرو گرنتھ صاحب، ص۔ 515

18۔ ایضاً، ص۔ 473

19۔ ایضاً، ص۔ 395

20۔ ایضاً، ص۔ 439

21۔ ایضاً، ص۔ 417

22۔ Routledge and Kegan Paul, Ltd. London,) W.owencole and piara Singh Sambhi, the Sikh:1978, p.143

23۔ The Sikh,P-142

24۔ سنن ابو داؤد، باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد، جلد 1، صفحہ 94، مطبوعہ لاھور

25۔ سنن نسائی / کتاب المساجد / حدیث: 707

26۔ القرآن الکریم: سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 71

27۔ القرآن الکریم، سورۃ النساء، آیت نمبر 7

28۔ سنن ابی داؤد، ابن ماجہ

29۔ القرآن الکریم: سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 229

30۔ القرآن الکریم: سورۃ النحل، آیت نمبر 72

References in Roman

1. Lewis Moore, Mazahib-e-Aalam ka Encyclopedia, Nigarshat Publishers, 2003.
2. Dr. Khalid Alvi, Islam ka Mu'ashrati Nizam (Lahore: Atfazil, Nashiran-o-Tajiran-e-Kutub), p. 468.
3. Rama Shankar Tripathi, Qadeem Hindustan (Mutarjim: Syed Ali Hasan Naqvi), Ai Waliyar Ql Urdu, 39499.
4. Mahabharat, p. 78.
5. Abbe J. A. Dubois, trans. Henry K. Beauchamp, C.I.E., Hindu Manners, Customs and Ceremonies, p. 207.
6. Ibid., p. 2.
7. Shah Moeen-ud-Din Ahmad Nadvi, Deen-e-Rehmat, p. 7.
8. Al-Mawsu'ah al-Muyassarah fi-l-Adyan wal-Mazahib wal-Ahzab al-Mu'asirah, Jild 2, p. 758.
9. Islam aur Aurat, p. 16.
10. —
11. I. B. Horner, Women under Primitive Buddhism (Delhi: Motilal).
12. Ibid.
13. Dona Y. Paul & Frances Wilson (1987), Women in Buddhism: Images of the Feminine in the Mahayana Tradition, University of California Press, p. 125.
14. Women in …, https://www.researchgate.net/publication/372128469_
15. Imad-ul-Hasan Azad Farooqi, Duniya ke Baray Mazahib (Jhelum: Book Corner Showroom, 2013), p. 282.
16. Yousuf Khan, Taqabal-e-Adyan (Lahore: Bait-ul-Uloom), p. 170.
17. Guru Granth Sahib, p. 515.
18. Ibid., p. 473.
19. Ibid., p. 395.
20. Ibid., p. 439.
21. Ibid., p. 417.
22. W. Owen Cole & Piara Singh Sambhi, The Sikhs (London: Routledge & Kegan Paul Ltd., 1978), p. 143.
23. Ibid., p. 142.
24. Sunan Abi Dawood, Bab Ma Ja'a fi Khurooj-in-Nisa ilal-Masjid, Jild 1, Safha 94, Matboo'ah Lahore.
25. Sunan Nasai, Kitab-ul-Masajid, Hadith: 707.
26. Al-Qur'an al-Kareem, Surah At-Taubah, Ayat No. 71.
27. Al-Qur'an al-Kareem, Surah An-Nisa, Ayat No. 7.
28. Sunan Abi Dawood, Ibn Majah.
29. Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Baqarah, Ayat No. 229.
30. Al-Qur'an al-Kareem, Surah An-Nahl, Ayat No. 72.